

اماں جان تو مسلسل روئے جارہیں تھیں۔۔۔ کبھی ایہا کو سینے سے لگاتیں اور کبھی نہا کو۔۔۔ پچیس سال بعد بیٹی ملی وہ بھی اس حالت میں۔۔۔۔۔ دونوں بہوئیں ان کو بمشکل سنبھال رہیں تھیں۔
ایہا نے نہا کے سسرال بھی اطلاع کر دی تھی۔۔۔ وہ لوگ بھی ہو سپٹل آچکے تھے۔
ہر لب پر۔۔۔ ہر دل میں بس ایک ہی دعا تھی شاذمہ و جاہت شاہ کی صحت یابی کی

خدا خدا کر کے بیسویں گھنٹے پر شاذمہ بیگم کے ہوش میں آنے کی اطلاع دی گئی
پیشنت کو ہوش آچکا ہے بٹ سٹل ہر کنڈیشن ازناٹ گڈ۔۔۔۔۔ ہو ازبیا۔۔۔۔۔ ڈاکٹر سیف نے پوچھا
جی میں۔۔۔۔۔ ایہا جلدی سے آگے آئی
او کے آپ چلیں میرے ساتھ آپ کی مدر آپ سے ملنا چاہ رہی ہیں۔۔۔۔۔ ڈاکٹر سیف نے کہا اور ایہا کو لے کر
واپس آئی سی یو میں گم ہو گئے

امی۔۔۔۔۔ ایہا روتی ہوئی ماں کی طرف بڑھی
بی بریو ایہا۔۔۔۔۔ می کو پریشان مت کرنا اور جو وہ کہیں اسے سُننا او کے۔۔۔ ڈاکٹر سیف اسکا سر تھپتھپا کر کہتے
پیچھے ہٹ گئے
جی۔۔۔۔۔ ایہا آنسو پونچھتی بیڈ کی طرف آئی

امی۔۔۔۔ آہستگی سے پکارا

بب۔۔۔۔ بیا۔۔۔۔ وہ ہکلائیں

جی امی میں بیا۔۔۔۔ ایہا نے سوئیوں میں جکڑے ان کے ہاتھ کو احتیاط سے اپنے ہاتھ میں لیا

بیا۔۔۔۔ نے۔۔۔۔ نہا۔۔۔۔

امی وہ بھی باہر ہے

اس۔۔۔۔ اسد کو۔۔۔۔ بل۔۔۔۔ بلاؤ

امی اسد کے گھر والے بھی آئے ہیں باہر اور۔۔۔۔ وہ رکی۔۔۔۔

اور امی آپکے گھر والے بھی باہر ہیں۔۔۔۔ آپکی اماں جان، آپکے بھائی اور بھابھیاں۔۔۔۔ ایہا نے جلدی جلدی

بات مکمل کی

مم۔۔۔۔ میرے گھر۔۔۔۔ والے

جی امی آپ کے گھر والے

بیا۔۔۔۔ نکاح۔۔۔۔

نکاح کس کا۔۔۔۔؟؟؟ ایہا فوری سمجھ نہ سکی۔

نے۔۔۔۔ نہا کا۔۔۔۔ اب۔۔۔۔ ابھی۔۔۔۔

جی جی امی میں سمجھ گئی۔۔۔۔ ابھی بات کرتی ہوں میں جا کر۔۔۔۔ آپ آپ ٹھیک ہیں ناں امی۔۔۔۔ ایہا نے

ماں کی اکھڑتی سانسوں کو دیکھ کر پوچھا

میں۔۔۔ ٹھی۔۔۔ ٹھیک۔۔۔ تم جاؤ۔۔۔ اماں۔۔۔ اماں جان کو بھ۔۔۔ بھیج دو۔
جی جی۔۔۔ ایہا پلیٹی۔

ڈاکٹر سیف جلدی سے سامنے آئے۔۔۔ ابھی کسی کو مت بھیجنا
کنڈیشن سٹیبل ہونے دو پھر روم میں شفٹ کر دیں گے تو ہی مل سکیں گے باقی۔۔۔
جی۔۔۔ ایہا سر ہلاتی ماں پر نظر ڈالتی باہر نکل آئی۔

اسد کے گھر والے حالات کے پیش نظر اس ایمر جنسی نکاح کے لیے مان گئے تھے
ویسے بھی پندرہ دن بعد کی شادی کی ڈیٹ تو فکس تھی
چند گھنٹے بعد اسد کی بہنیں بھی آچکیں تھیں
جو تھوڑا بہت انتظام تھا۔۔۔ وہ عالم شاہ کرچکے تھے
یوں سب کی موجودگی میں شاذمہ بیگم کے روم میں ہی نیہا اور اسد کا سادگی سے
نکاح ہو گیا

نکاح کے بعد اسد کے گھر والے چلے گئے تھے مگر شاذمہ بیگم کی اپنی فیملی وہیں موجود تھی۔

ڈاکٹر زاب بھی اُنکی طرف سے مکمل مطمئن نہیں تھے۔۔۔۔۔ اُنکی حالت کے پیش نظر انکو پھر انڈر آبزرویشن لے لیا گیا تھا

جب اماں جان اصرار کر کے بیٹی سے ملنے روم میں گئیں تھیں

وہ سب شاذمہ کے ہوش میں آنے سے مطمئن ہو گئے تھے مگر اب پھر طبیعت بگڑنے سے ایسا اور نیہارونے لگیں تھیں۔۔۔ ان دونوں نے اپنی زندگی میں ایک ماں ہی دیکھی تھی۔۔۔ جس نے اتنی مصیبتیں اٹھا کر ہر طرح کے برے حالات میں بھی اپنی دونوں بیٹیوں کی پرورش میں کوئی کمی نہیں چھوڑی تھی۔۔۔

کپڑے سلائی کر کر کے انہیں پڑھایا، لکھایا تھا۔۔۔ انہیں لوگوں کی تپتی نظروں سے بچایا اور چھپایا تھا اور آج وہی ماں زندگی اور موت کے درمیان ڈول رہی تھی۔۔۔ اُن کو صبر کیسے آتا۔۔۔؟؟؟ وہ دونوں روتی ہوئیں ماں کے لیے دعا گو تھیں

اماں جان چند منٹ بعد واپس آئیں اور نا جانے کیا کہا کہ عالم شاہ سر ہلاتے سیل کان سے لگا کر راہداری کے دائیں جانب چلے گئے اور عالمگیر شاہ نے کرم داد سے کچھ کہا اور وہ بھی سر ہلاتا باہر کی جانب چلا گیا۔۔۔

ایہا اور نیہا وہاں موجود ہوتے ہوئے بھی وہاں ہونے والی سرگرمی سے انجان تھیں

ضرار میٹنگ اٹینڈ کر کے کانفرنس روم سے نکلا ہی تھا۔۔۔۔۔ جب اس کا سیل واٹس ایپٹ ہوا
ڈیڈ کالنگ لکھا دیکھ کر اس نے کال اوکے کی
ہیلو اسلام و علیکم۔۔۔۔۔

وا علیکم سلام۔۔۔۔۔ لاہور میں ہو یا واپس آگئے ہو

لاہور میں ہوں۔۔۔۔۔ خیریت۔۔۔۔۔ ضرار کو باپ کا انداز مشکوک سا لگا

کب تک آؤ گے۔۔۔۔۔ پھر سوال ہوا

ابھی نکل رہا ہوں ایئر پورٹ کے لیے۔۔۔۔۔ دو بجے کی فلائیٹ ہے

عالم شاہ نے گھڑی دیکھی جہاں ایک بج کر پندرہ منٹ ہوئے تھے۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے اسلام آباد پہنچ کر ہو سپٹل آجانا۔۔۔۔۔ انہوں نے ہو سپٹل کا نام بتایا

میں ایئر پورٹ پر کرم داد کو بھیج دوں گا

خیریت۔۔۔۔۔ ہو سپٹل میں کون ہے ڈیڈ۔۔۔۔۔ اماں جان ٹھیک ہیں۔۔۔۔۔؟؟؟ ضرار نے تشویش سے پوچھا

ہاں وہ ٹھیک ہیں۔۔۔۔۔ تمہاری پھپھو ہیں ہو سپٹل میں۔۔۔۔۔

پھپھو۔۔۔۔۔ وہ حیران ہوا

ہاں تمہاری پھپھو شاذ مہ۔۔۔۔۔ تم اسلام آباد آکر ہو سپٹل پہنچو

جی۔۔۔۔۔

عالم شاہ نے کال ڈسکنیکٹ کی۔

ضرار اماں جان کی زبانی شاذمہ کی کہانی سن چکا تھا اس لیے سمجھ گیا تھا۔

.....

ضرار شاہ جیسے ہی ایئر پورٹ سے نکلا سامنے ہی پارکنگ میں کرم داد موجود تھا

سلام۔۔۔ چھوٹے شاہ جی

ضرار نے سر ہلا کر جواب دیا وہ کال پر بڑی تھا۔۔۔۔۔

کرم داد ہو سپٹل میں سب خیریت ہے۔۔۔۔۔؟؟؟ ضرار نے پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر پوچھا

جی شاہ جی۔۔۔۔۔

تو پھر ایسا کرو پہلے گھر لے چلو میں فریش ہولوں پھر چلتے ہیں ویسے بھی لپچ کرنا ہے مجھے بہت زوروں کی بھوک لگی

ہے یار۔۔۔۔۔ ضرار نے بھرپور انگڑائی لے کر کہا

جی شاہ جی۔۔۔۔۔ کرم داد نے گاڑی ضرار پیلس کی طرف موڑ لی۔۔۔۔۔

ابھی آدھا راستہ کٹنا تھا۔۔۔۔۔ جب کرم داد کا سیل بجا۔

جی شاہ جی۔۔۔۔۔

کہاں ہو۔۔۔۔۔ آیا نہیں ضرار ابھی۔۔۔۔۔ دوسری جانب عجلت سے پوچھا گیا

جی آگئے ہیں مگر گھر جا کر فریش۔۔۔۔۔

فون دوضرار کو۔۔۔۔۔عالم شاہ نے اسکی بات کاٹ کر کہا۔

کرم داد نے سیل ضرار کی جانب بڑھایا۔

جی ڈیڈ۔۔۔۔۔بے زاری سے کہا گیا۔

فوراً ہو سپٹل پہنچو۔۔۔۔۔

مگر ڈیڈ مجھے فریش ہونے دیں، ایک آدھ گھنٹے میں میں آپ کے پاس ہوں گا
میں کہہ رہا ہوں ناں سیدھا یہاں پہنچو۔۔۔۔۔کچھ دیر کے لیے پھر چلے جانا گھر واپس۔

اوکے کمنگ۔۔۔۔۔ضرار نے ٹھک سے کال بند کی۔

میں ڈاکٹر ہوں کیا جو میرے بغیر چین نہیں۔۔۔۔۔وہ غصے سے بڑبڑایا۔

کرم داد ہو سپٹل ٹرن لو۔۔۔۔۔تمہارے بڑے شاہ جی کا حکم آیا ہے۔۔۔۔۔ضرار نے چڑ کر کہا۔

اتنی سیریس سچویشن میں بھی کرم داد ضرار کے چڑنے پر مسکرا دیا۔

اس وقت کمرے میں اماں جان، عالمگیر شاہ، مسز عالمگیر شاہ، نیہا اور ایہا موجود تھے
بید پر شاذمہ نیم بے ہوش سی پڑی تھیں۔

جب عالم شاہ مولوی صاحب کو لے کر داخل ہوئے

عالمگیر شاہ نے مولوی صاحب کیلئے چیئر گھسیٹی۔

ابھی وہ بیٹھے ہی تھے کہ ضرار شاہ اور کرم دادروم میں ایٹھر ہوئے۔

اتنے لوگوں کو کمرے میں دیکھ کر وہ حیران ہوا۔

آؤ آؤ ضرار بیٹا یہاں آؤ۔۔۔۔ عالمگیر شاہ نے بھتیجے کو پکڑ کر صوفے پر بٹھایا۔

جسکے ایک کنارے پر ایہا چادر میں چھپی بیٹھی تھی۔۔۔ ایک ہاتھ میں پاس کھڑی نیہا کا ہاتھ زور سے تھامے کپکپا رہی تھی۔

عالمگیر شاہ شا کڈ سے ضرار کو صوفے پر بیٹھا کر مولوی صاحب کی طرف موڑے

مولوی صاحب شروع کریں۔۔۔۔۔

شا ذمہ۔۔۔۔۔ اماں جان نے بیٹی کو پکارا۔

جج۔۔۔۔۔ جی۔۔۔۔۔

دیکھ میں اپنا وعدہ پورا کر رہی ہوں۔۔۔۔۔ ایہا تیری بیٹی ہے مگر ہے ہمارا خون اور ہم اپنے خون کی حفاظت کرنا جانتے ہیں۔ تُو فکر مت کر اب وہ ہماری ذمہ داری

ہے۔۔۔۔۔ مجھے اپنے ضرار پر پورا یقین ہے وہ ایہا کو بہت خوش رکھے گا۔۔۔۔۔ تم بھی دیکھو گی، ان شاء اللہ۔۔۔۔۔

جج۔۔۔۔۔ جی۔۔۔۔۔ ام۔۔۔۔۔ اماں۔

اماں جان نے بیٹی کے ہاتھوں کا بوسہ لیا۔

آپ کو ضرار شاہ ولد عالم شاہ بعوض دس لاکھ روپے حق مہر ان کے نکاح میں دیا جاتا ہے قبول ہے۔۔۔۔۔

ضر۔۔۔۔۔ ضرار شاہ۔۔۔۔۔ ایہا نام پر ٹھٹکی۔

بیابٹے سائن کرو۔۔۔۔ عالمگیر شاہ نے پین اسکے ہاتھ میں دے کر سر تھپتھپایا۔

ایہا نے آہستہ ساہاں میں سر ہلا کر سائن کر دیے۔

اب ضرار کی باری تھی جو مٹھیاں دبوچے، ہونٹ بھیجنے۔۔۔۔ سچویشن سمجھ کر غصے سے بھرا بیٹھا تھا۔

ایہا ہاشم ولد ہاشم مبین بعوض دس لاکھ روپے حق مہر آپکو اپنے نکاح میں قبول ہے

قبول ہے۔۔۔۔؟؟؟؟ پھر سے پوچھا گیا

ضرار اٹھنے ہی والا تھا۔۔۔۔ جب عالم شاہ کے ہاتھوں کا دباؤ اپنے کندھے پر محسوس کر کے رکا۔

اب اُس نے سرخ انگارہ آنکھوں سے اماں جان کو دیکھا۔۔۔۔ اور۔۔۔۔

اور اُن کی آنکھوں میں التجا دیکھ کر وہ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ بے بس ہو گیا

ضرار نے نظریں جھکا کر آہستگی سے قبول ہے کہہ کر نکاح نامے پر سائن کیے۔۔۔۔ اور کسی کی طرف بھی دیکھے بنا

کمرے سے نکلتا چلا گیا

پیچھے سب اُسے آوازیں دیتے رہ گئے

مگر وہ سنی ان سنی کر کے جا چکا تھا۔

جاری ہے

قسط 10

ایہا اور ضرار کا نکاح ہو چکا تھا
ایہا نام پر ابھی بھی شکد تھی۔۔۔ اگر یہ وہی ضرار شاہ ہوا تو۔۔۔۔۔ اس سے آگے وہ سوچنا نہیں چاہتی تھی۔
رات کو اماں جان ایہا اور نیہا دونوں کو زبردستی اپنے ساتھ ضرار پیلے لے گئیں تھیں۔
مسز عالمگیر نے بہلا پھسلا کر انہیں کھانا کھلایا تھا۔
ضرار اپنے کمرے میں تھا۔۔۔ نہ وہ باہر آیا اور نہ ہی کسی نے اسے باہر بلایا۔
البتہ کھانے کے بعد اماں جان خود ضرار کے کمرے میں گئی تھیں۔
بہو۔۔۔۔۔ مسز عالمگیر کیچن میں چائے بنا رہی تھیں جب اماں جان نے لاؤنج میں پکارا
جی اماں جان آئی۔۔۔۔۔ وہ کام گنگ کے حوالے کر کے باہر آئیں
جی آپ نے بلایا۔۔۔۔۔ اماں
ہاں بہو وہ ایہا کو ضرار کے کمرے میں چھوڑ آؤ۔
آج ہی۔۔۔۔۔ وہ حیران ہوئیں۔
ہاں تو اور کب۔۔۔۔۔ نکاح ہو چکا ہے اب وہ بیوی ہے ضرار کی۔۔۔۔۔ اماں جان ذرا خفگی سے بولیں۔
وہ تو ٹھیک ہے اماں جان مگر ایہا کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں اس کا بی پی۔۔۔۔۔
میں سب جانتی ہوں بہو پر تم چھوڑ آؤ اسے میں ضرار سے بات کر آئی ہوں۔

جی جیسے آپکی مرضی۔۔۔۔۔ مسز عالمگیر نے مزید بحث مناسب نہ سمجھی اور ایہا کو ضرار کے کمرے میں چھوڑنے چل دیں۔

وہ نہیں مان رہی تھی جانے کو جب اماں جان روم میں داخل ہوئیں۔
کیوں نہیں جانا بیٹا شوہر ہے تمہارا وہ اور اسی کا کمرہ اب تمہارا رہن ہے میری بچی۔۔۔۔۔ انہوں نے ایہا کے ماتھے کا بوسہ لیا۔
مگر۔۔۔۔۔ وہ ہچکچائی۔

اگر مگر کچھ نہیں جا میری بچی۔۔۔۔۔ چل شاباش ہوں۔۔۔۔۔
جی۔۔۔۔۔ ایہا سر ہلا کر کھڑی ہوئی اور نیہا کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی
وہ نیہا کے پاس آئی۔۔۔۔۔ نیہا اس کے گلے لگ گئی۔
چند منٹ بعد نیہا ہی پیچھے ہٹی۔۔۔۔۔
جاؤ بیا اللہ تمہیں خوش رکھے۔۔۔۔۔ شاید ہماری قسمت میں ایسا ہی لکھا تھا سب جاؤ۔۔۔۔۔ نیہا نے بہت حوصلے سے کہتے ہوئے اس کے آنسو پونچھے۔۔۔۔۔

چلو ایہا بیٹا کافی رات ہو گئی ہے ریٹ کر لو پھر صبح ہو اسپتال بھی جانا ہے ہاں۔۔۔۔۔
جی۔۔۔۔۔ ایہا سر ہلاتی مسز عالمگیر کے پیچھے بھاری بھاری قدم اٹھاتی چل دی۔

مزید آدھا گھنٹہ انتظار کرنے کے بعد وہ کھڑی ہوئی۔۔۔۔۔ حد ہے کوئی اتنی دیر بھی لگاتا ہے واش روم میں شاید سو گیا ہے وہاں جا کر۔۔۔ وہ بڑبڑاتی بیڈ کی طرف بڑھی اور بیڈ کی ایک سائیڈ پر بالکل کنارے لگ کر لیٹی اور سر تک مفرٹ تان کر آنکھیں بند کر لیں دو دن سے جاگ رہی تھی اس لیے پتا ہی نہ چلا کب نیند آگئی۔

رات تین بجے کے قریب وہ واپس کمرے میں آیا تھا

اماں جان کے جانے کے بعد وہ روم سے ملحق ٹیریس پر نکل گیا تھا اور مسلسل سیگٹ پھونکتا رہا جو بھی ہوا بہت غلط ہوا تھا۔۔۔۔۔ وہ جو کسی لڑکی کو خود کے قریب نہ لانے کا تہیہ کر چکا تھا۔۔۔۔۔ ڈیڈ اور اماں جان کی وجہ سے دھرے کا دھرا رہ گیا تھا۔۔۔ اور وہ مجبور ہونا نہیں چاہتا تھا مگر پھر بھی ہو چکا تھا فلحال وہ کوئی بھی فیصلہ کرنا نہیں چاہتا تھا۔۔۔۔۔ جو حالات تھے اس میں خاموشی اختیار کر لینا ہی بہتر تھا ہاں البتہ حالات سازگار ہونے پر وہ اس مصیبت سے چھٹکارا حاصل کر لے گا وہ سوچ چکا تھا۔۔۔۔۔ اور یہی سوچ کر سیگٹ کا آخری کش لے کر جوتے تلے مسلا اور کمرے میں آیا جہاں سر سے پیر تک کمبل اوڑھے وجود پر ایک اچھلتی نظر ڈالتا دوسری سائیڈ پر لیٹ کر کروٹ بدل لی۔

موبائل کی مسلسل وابہریشن نے ضرر کو نیند سے بیدار کیا۔۔

واٹ ریش۔۔۔۔۔ سونے بھی نہیں دیتے اسٹویڈ۔۔۔۔۔ اس نے بڑبڑاتے ہوئے نمبر دیکھے بغیر کال اوکے کی

واٹس پر اہلم۔۔۔۔۔ وہ سمجھا آفس سے ہوگی کال، مگر دوسری طرف عالم شاہ کی آواز پر پوری آنکھیں کھولتا
سیدھا ہوا۔

جی ڈیڈ۔۔۔۔۔

دوسری طرف ڈیڈ کی بات سن کر وہ پریشان ہوا اٹھا۔

اوکے ڈیڈوئی آر کمنگ۔۔۔۔۔ یاہ۔۔۔۔۔ کمنگ۔۔۔۔۔ خدا حافظ۔۔۔۔۔

ایہا کی بھی آنکھ کھل چکی تھی اس نے منہ سے کمبل ہٹایا مگر ضرار دوسری طرف منہ کیے سر ہاتھوں میں گرائے
بیٹھا تھا۔

کیا ہوا اسے۔۔۔۔۔ ایسے کیوں بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ کس کا فون ہو گا۔۔۔۔۔ یہ ہے کون۔۔۔۔۔ منہ بھی دوسری
جانب ہے اس کا۔۔۔۔۔ وہ خود ہی خود سے سوال کر رہی تھی۔

جب ضرار سیل ٹیچنے کے انداز میں سائیڈ ٹیبل پر رکھتا واش روم چلا گیا۔

اوف میری کنفیوزن کب ختم ہوگی کہ یہ وہی ضرار شاہ ہے یا کوئی اور۔۔۔۔۔؟؟ وہ بے ڈار ہوتی اٹھ بیٹھی جب
دروازہ ناک ہوا۔

ایہا نے چادر اوڑھ کر دروازہ کھولا وہاں مسز عالمگیر پریشان سی کھڑی تھیں
ایہا ہمیں ابھی حویلی کے لیے نکلنا ہے تم ضرار کو جگا دو۔

کیا ہوا ہے آنٹی۔۔۔۔۔ ایہا کا دل کسی انہونی کے خیال سے دھڑکا

کچھ نہیں بس ضرار۔۔۔۔۔

ضرار بیٹا وہ ایہا کے پیچھے کمرے میں نمودار ہوتے ضرار کی طرف بڑھیں

ضرار کا نام سن کر ایہا بھی جلدی سے پلٹی، اور۔۔۔۔۔ اور سامنے اُسی ضرار شاہ کو دیکھ کر ساکت رہ گئی۔
ضرار بھی اُسے دیکھ چکا تھا مگر وہ بالکل نارمل تھا جیسے پہلے سے جانتا ہو کہ اسکا نکاح اسی لڑکی سے ہوا ہے جو اسے
کلب میں ملی تھی۔

ایہا منہ کھولے کھڑی تھی۔۔۔۔۔ جب مسز عالمگیر اس کا بازو ہلا کر ساتھ آنے کا کہتیں مڑیں۔
اس نے فوراً انکی تقلید کی اور کمرے سے باہر نکل گئی۔ وہ ہرگز اس شخص کا سامنا کرنے کی پوزیشن میں نہ تھی۔

مسز عالمگیر نے زبردستی اسے جوں کا گلاس پلایا تھا۔۔۔۔۔ مگر ایہا اماں جان اور نیہا کے چلے جانے پر ہی انکی
ہوئی تھی۔

آنٹی پلینز مجھے سچ سچ بتا دیں کیا ہوا ہے ورنہ میرا دل۔۔۔۔۔ امی ٹھیک ہیں ناں نیہا اور اماں جان کیوں مجھے چھوڑ کر
چلی گئیں اور ہم حویلی کیوں جارہے ہیں؟
ایہا بیٹا حوصلہ کرو سب ٹھیک ہے۔

کیسے حوصلہ کروں۔۔۔۔۔ کچھ بھی ٹھیک نہیں ہے آپ بتاتی کیوں نہیں ہیں مجھے کیا ہوا ہے آخر۔۔۔۔۔ ایہا
کانپتی آواز میں چلائی۔

"یور مدر ہیز گون۔۔۔۔۔" جواب ضرار کی طرف سے آیا تھا۔

"تائی جان میں پورچ میں ہوں جلدی آئیں۔۔۔۔۔" وہ اتنی بڑی بات اتنی آسانی سے کہہ کر باہر نکل گیا۔

ایہا اسکے جواب پر شل تھی۔۔۔ یوردر ہیز گون۔۔۔۔۔ یوردر ہیز گون۔۔۔ اسکے کان میں ضرار کا کہا گیا
فقرہ گونج رہا تھا۔

اس پہلے کہ وہ گرتی مسز عالمگیر نے سہارا دے کر اسے کرسی پر بیٹھایا اور پانی پلا کر حوصلہ دیتی بہت مشکل سے
اسے سنبھالتیں گاڑی تک آئیں۔
وہ تینوں حویلی جا رہے تھے

ہر آنکھ پر غم تھی ہر دل غمگین تھا۔۔۔۔۔ شاذمہ وجاہت شاہ کے لیے،
جو آج سے بیس، پچیس سال پہلے اپنی خوشی اپنی مرضی سے پیادیس گئی تھی اور آج واپس آئی تھی وہ بھی منوں
مٹی تلے سونے۔۔۔۔۔

ایہا اور نیہا دونوں کی حالت بہت بری تھی۔
حویلی میں موجود خواتین نے جیسے تیسے کر کے سنبھال لیا تھا انہیں۔۔۔
ایہا نے بہت حد تک خود کو کمپوز کر لیا تھا نیہا کے لیے جو امی کے جانے کے غم میں بہت خاموش سی ہو گئی
تھی۔۔۔

وقت اچھا یا بُرا آگے بڑھ ہی گیا تھا۔

شاذمہ کے چالیسویں کے بعد نیہا کے سسرال والوں کے اصرار پر چھوٹی سی گھریلو تقریب میں سادگی سے نیہا کو اسد کی سنگت میں ڈھیروں دعاؤں تلے رخصت کر دیا گیا تھا۔۔۔۔۔

ضرار شاذمہ کے جنازے کے بعد واپس اسلام آباد آگیا تھا۔۔۔۔۔ اور اماں جان کے بارہا کہنے پر بھی وہ دوبارہ حویلی نہیں گیا۔

حتیٰ کہ نیہا کی رخصتی کی تقریب میں بھی شامل نہ ہوا تھا۔

اب تو اماں جان نے بھی خفا ہو کر فون کرنا چھوڑ دیا تھا۔۔۔

مگر کب تک خاموشی اختیار کی جاتی، آخر کو انہوں نے بیٹی کے آخری وقت میں اسکی بیٹی کی ذمہ داری لی تھی اور وہ اس ذمہ داری سے نظریں چرانا نہیں چاہتی تھیں۔

اسی لیے انہوں نے عالم شاہ کو کل جانے کا کہا تھا تا کہ وہ اور عالم شاہ ایہا کو وہاں چھوڑ آئیں اسکے اپنے گھر میں۔۔۔۔۔

ایہا ضرار کی خاموشی کی وجہ جانتی تھی انسان خود چاہے کتنا ہی برا ہو مگر خود کو برا نہیں سمجھتا، البتہ دوسروں کی ذرا سی بات کو کھینچ دیتا ہے۔۔۔ اسی طرح ضرار شاہ نے کیا خود بے شک اس نائٹ کلب میں جاتا تھا۔۔۔ مگر میرے وہاں جانے کو غلط رنگ دیا اور اس لیے اس روز پیسے لوٹانے کے لیے مجھے کلب آنے کا کہہ گیا تھا۔ وہ مجھے غلط لڑکی سمجھ رہا ہے اسی لیے واپس نہیں پلٹا۔

ایہا انہی سوچوں میں مگن تھی جب اماں جان اسکے روم میں آئیں۔

ایہا بچے کیا کر رہی ہو۔۔۔۔۔

کچھ نہیں اماں جان آپ کو کوئی کام تھا تو مجھے بلا لیتیں۔۔۔۔۔ ایہا کھڑی ہوئی

نہیں بس کچھ باتیں کرنی تھی اپنی بیٹی سے بیٹھ ادھر میرے پاس۔۔۔۔۔ انہوں نے ایہا کو اپنے ساتھ ہی بیٹھا لیا

ایہا ہم کل اسلام آباد جا رہے ہیں۔۔۔۔۔

کیوں۔۔۔۔۔ وہ جان کر بھی انجان بنی

تجھے تیرے اپنے گھر چھوڑنے۔۔۔۔۔ اپنا گھر اور مڑا ہوا گھر والا سنبھال جا کر۔۔۔۔۔

ایہا انکی بات پر بے اختیار مسکرائی

ایسا ہی ہے وہ نک چڑا۔۔۔۔۔ اماں جان اسکی مسکراہٹ دیکھ چکی تھیں

میں تجھ سے ضرار کے متعلق ہی بات کرنے آئی ہوں۔۔۔۔۔

جی اماں جان کریں۔۔۔۔۔

ایہا بیٹا اصل میں۔۔۔۔۔

اماں جان نے اسے ضرار کے بچپن سے لے کر سیمبل سے شادی اور علیحدگی تک کی ساری باتیں بتادی تھیں

جنہیں سن کر ایہا شکوہ تھی۔۔۔۔۔

مگر میرا ضرار بہت حساس ہے۔۔۔۔۔ کسی کو دکھ میں نہیں دیکھ سکتا اس نے اس لڑکی کی زندگی سنوارنے کے

لیے شادی کی اور وہ منحوس ماری میرے بچے کو دھوکہ دے گئی

ایہا وہ بہت محبت کرنے والا اور خیال رکھنے والا ہے۔۔۔۔۔ تم اسے سمجھنے کی کوشش کرنا اور سب بھلا کر نئی زندگی شروع کرنا۔۔۔۔۔ ضرر خوش رکھے گا تجھے مجھے پورا بھروسہ ہے اپنے بچے پر۔۔۔۔۔ ہوں۔۔۔۔۔ انہوں نے ایہا کے سر کا بوسہ لیا

اچھا اب میں چلتی ہوں۔۔۔۔۔ تو بھی آرام کرو صبح نکلتا بھی ہے۔۔۔۔۔ اماں جان اس کے سر پر ہاتھ پھیرتی چلی گئیں ضرر شاہ شادی شدہ تھا اور میرے حصے میں نا صرف شادی شدہ مرد آیا بلکہ وہ ایک برا شخص بھی ہے جو شراب پیتا ہے۔۔۔۔۔ کلب جاتا ہے اور نا جانے کیا کیا کرتا ہو گا۔۔۔۔۔ او نہ وہ سوچ کر کڑھ رہی تھی۔

مجھے تو وہ رحم دل اور اچھا لگا تھا تبھی تو آج تک اس کا لمس۔۔۔۔۔ ایہا نے اپنے ہاتھ اور بازو پر ضرر شاہ کے لمس کو محسوس کیا مگر وہ۔۔۔۔۔ شکل سے ہی باہر کی پیداوار لگتا تھا اور وہاں نا جانے کتنی ہوں گی جنکو چھوڑ چکا ہے ریکارڈ میں صرف سیمل ہی آئی ہو گی یہاں سے جو بیاہ کر لے گیا تھا نواب۔۔۔۔۔ اوف میرے خدا یہ۔۔۔۔۔ یہ کیا ہو گیا میرے ساتھ۔۔۔۔۔ وہ دونوں ہاتھوں میں سر دیے بیٹھی تھی

اب کیا کروں۔۔۔۔۔ جاؤں یا پھر نیہا سے بات کرتی ہوں۔۔۔۔۔ نہیں اسکی ننی ننی شادی ہے مجھے اسے پریشان نہیں کرنا چاہیے۔۔۔۔۔ تو پھر خاموش ہو جاؤں کیا۔۔۔۔۔؟؟؟

خود سے ایک آدھ گھنٹہ تکرار کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچی کہ میرا آخری ٹھکانہ وہی گھر ہے اس لیے خاموشی اختیار کر لینی چاہیے۔۔۔۔

اگلے دن وہ اسلام آباد کے لیے نکل چکے تھے۔
عالم شاہ نے ضرار کو آنے کی اطلاع کر دی تھی۔۔۔۔ وہ لوگ شام تک ضرار پیلس پہنچے تھے۔۔۔۔
ضرار لاؤنچ میں انہیں ویکلم کرنے کو موجود تھا۔۔۔۔ سلام دعا کے بعد وہ سب لاؤنچ میں ہی بیٹھ چکے تھے۔
اماں جان اپنے شکوے شکایت کر رہی تھیں جنہیں ضرار سن رہا تھا اور ساتھ ساتھ سوری بھی کرتا جا رہا تھا۔
ایہا ان سے فاصلے پر موجود تھی اس لیے باتیں صبح سے سن نہیں پا رہی تھی۔۔۔۔ مگر ضرار شاہ کا مکمل جائزہ لے چکی تھی۔

شلوار قمیض پہنے گولڈن براؤن بالوں کو سلیقے سے سجائے، قیمتی ریسٹ وائچ پہنے سیل ہاتھ میں جھلاتا ہوا وہ بہت چارمنگ لگ رہا تھا۔

اونہ۔۔۔۔۔ صورت کا کیا ہے سیرت اچھی ہونی چاہیے انسان کی۔۔۔۔۔ ایہا نے جائزہ مکمل کر کے رائے دی اور لاؤنچ میں موجود انٹیکس کو دیکھنے لگی۔

ایہا میری بچی یہاں آکر بیٹھ وہاں اکیلی کیوں بیٹھی ہے۔۔۔۔۔ اماں جان نے اسے پاس بلایا۔
اماں جان کے پکارنے پر ضرار بھی متوجہ ہوا۔۔۔۔۔ دونوں کی نظریں ملیں اور دونوں نے ہی چرائیں۔
ایہا آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی پاس آئی۔

بیٹھ یہاں۔۔۔۔۔ اماں جان نے اپنے ساتھ اور ضرار کے بلکل سامنے بیٹھایا اُسے۔۔۔۔۔
ضرار دیکھ میں اپنی اتنی پیاری بیٹی تجھے سوئپ رہی ہوں اسکا خیال رکھنا سمجھا۔۔۔۔۔ اگر میری بچی کو تجھ سے کوئی
شکایت ہوئی تو پھر دیکھنا تو۔۔۔۔۔ اماں جان نے پیار بھری دھمکی دی۔
اور اگر آپ کی بچی سے مجھے کوئی شکایت ہوئی تو۔۔۔۔۔ ضرار نے آنکھیں اسکے چہرے پر فوکس کر کے پوچھا۔
ایہا اسکی نظروں سے کنفیوز ہوئی۔
کوئی شکایت نہیں ہوگی سمجھا۔۔۔۔۔ میری بچی بہت سمجھدار اور معصوم ہے۔۔۔۔۔ اماں جان نے پیار سے کہہ کر ایہا
کا ہاتھ تھاما۔
جی انکی سمجھداری اور معصومیت کا تو قائل ہو چکا ہوں۔۔۔۔۔ ضرار نے ہلکی آواز میں طنز کیا مگر جس کو سننا تھا وہ
سن چکی تھی۔۔۔۔۔
ایہا اسے کرار اساجواب دینا چاہتی تھی مگر اماں جان کی وجہ سے خاموش رہی
اچھا میں ذرا آرام کر لوں پھر ہی رات کا کھانا کھائیں گے۔۔۔۔۔ تم لوگ باتیں کرو۔۔۔۔۔ اماں جان ان دونوں کو
چھوڑ کر چلی گئیں
اب لاؤنج میں وہ دونوں ہی آمنے سامنے بیٹھے تھے
ایہا سر جھکائے انگلیاں چٹختی ضرار کی نظریں خود پر محسوس کر رہی تھی
اور ضرار صوفے کی بیک سے ٹیک لگائے ٹانگ پر ٹانگ جمائے ریلیکس سا بیٹھا اس کا جائزہ لے رہا تھا۔
لائٹ پنک کلر کے کپڑے پہنے سر پر چادر جمائے وہ کنفیوز سی بیٹھی تھی

ضرار نے کچھ دیر اور اسے کنفیوز کیا اور پھر کچھ بھی کہہ بنا وہاں سے چلا گیا
ایہا نے اسکے جانے پر شکر کا سانس لیا۔

رات کا کھانا ڈانگ ٹیبل پر اکھٹا کھایا گیا
کھانے کے بعد عالم شاہ چائے کا کتبے اپنے روم میں چلے گئے
تم لوگ بھی جا کر آرام کرو ایہا بھی تھک گئی ہے۔۔۔۔۔ ضرار بیا کو لے جاؤ کمرے میں۔۔۔۔۔ اماں جان نے ان
دونوں سے کہا جو کھانا ختم کر چکے تھے
جی اماں جان پہلے آپ چلیں آپ کو چھوڑ آؤں کمرے میں۔۔۔۔۔ ضرار نے اماں جان کا بازو تھام کر اٹھایا
میں چلی جاؤں گی تم لوگ جاؤ شاہاش۔۔۔۔۔ اماں جان انہیں اپنی نگرانی میں کمرے میں بھیجنا چاہتی تھی۔
اوکے۔۔۔۔۔ ضرار اماں جان کی سوچ پڑھ چکا تھا اس لیے سیڑھیوں کی طرف بڑھا
جاؤ تم بھی بیا۔۔۔۔۔ اللہ خوش رکھے میرے بچوں کو۔۔۔۔۔ اماں جان نے دعا دی اور ایہا کو سیڑھیاں چڑھا کر ہی
اپنے کمرے میں گئیں۔

ایہا کمرے میں داخل ہوئی تو ضرار سیگٹ منہ میں دبائے لائٹر سے سلگ رہا تھا ایک اچھی نظر ایہا پر ڈال کر اپنے
سابقہ عمل میں مصروف ہو گیا
ایہا اسے دیکھ کر وہیں دروازے پر رک گئی۔۔۔۔۔

ضرار کش لگاتا اسکی طرف مڑا

محترمہ خود ہی چل کر آنا ہو گا۔۔۔۔۔ میرا تمہیں گود میں اٹھانے کا کوئی ارادہ نہیں

ایہا اسکی بات پر شر مندہ ضرور ہوئی مگر جواب دینا نہ بھولی۔

مجھے بھی ایسا کوئی شوق نہیں۔۔۔۔۔ مسٹر ضرار۔۔۔۔۔ اس نے چبا چبا کر کہا

ریٹلی۔۔۔۔۔ وہ طنزیہ مسکراتا اسکے سامنے آکھڑا ہوا۔

ایہا جلدی سے دو قدم پیچھے ہٹی۔

کیا ہوا ڈر گئی۔۔۔۔۔؟؟

اونہ۔۔۔۔۔ ایہا ہاشم کسی سے نہیں ڈرتی۔۔۔۔۔ وہ ناک چڑھا کر بولی۔

ایگزٹیلی ایہا ہاشم کسی سے نہیں ڈرتی۔۔۔۔۔ اسی لیے تو راتوں کو نائٹ کلب میں پائی جاتی ہے۔۔۔۔۔ ضرار نے

کش لے کر دھواں اسکے منہ پر چھوڑا۔

آپ بھی تو جاتے ہیں وہاں۔۔۔۔۔ وہ ہمت مجتمع کرتی بولی۔

بلکل جاتا ہوں۔۔۔۔۔ مگر تمہاری طرح سووے کرنے نہیں۔

شٹ اپ۔۔۔۔۔

یو شٹ اپ۔۔۔۔۔ جانتی ہو نفرت ہے مجھے ایسی عورتوں سے جو اپنی نیلای کرتی پھرتی ہیں۔۔۔۔۔ نفرت۔۔۔۔۔

میرے بال چھوڑو ضرار شاہ۔۔۔۔۔ میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔۔۔۔۔ "ایہا دونوں ہاتھوں سے بال چھڑوا رہی تھی جو

ضرار نے مٹھی میں جکڑ لیے تھے

ہوں۔۔۔ ایسا نہیں کیا تو پھر دانیال ملک سے کیسی ڈیل چل رہی تھی تمہاری۔۔۔ وہ دانیال ملک جس پر
تھوکنے کو بھی دل نہیں چاہتا۔۔۔ وہ غرایا
مم۔۔۔ میری مجبوری۔۔۔ وہ ممننائی
اونہ مجبوری۔۔۔ اگر اب کوئی مجبوری آئے گی تو خود کو بیچنے چل دو گی کیا۔۔۔
ضرار پلیر میرے بال چھوڑیں۔۔۔ میں نے کچھ غلط نہیں کیا۔۔۔ سوچا تھا مگر کیا نہیں۔۔۔ وہ آنسو بہاتی
کپکپاتی آواز میں بول رہی تھی
کیوں سوچا غلط۔۔۔ ہوں۔۔۔ اتنا گر گئی تھی، جو اتنا گنداسوچا تم نے اور اس پر عمل کرنے بھی چلی
آئی۔۔۔ ضرار نے اسکے بالوں کو جھٹکا دیا۔
جس پر ایہا کی چیخ بلند ہوئی۔
چھوڑو مجھے۔۔۔ تم۔۔۔ تم جنگلی ہو پورے۔۔۔ وحشی انسان۔۔۔ میری مرضی میں جو بھی
کرتی۔۔۔ تمہیں اتنی تکلیف تھی تو پیچھے بھاگے کیوں آئے تھے چیک دینے۔۔۔ میں بھیک مانگتی یا خود کو بیچتی
تمہیں کیا مسئلہ۔۔۔ وہ کانپتی آواز میں بول رہی تھی۔
ضرار اسکے چہرے کے اتار چڑھاؤ۔۔۔ اسکے ہونٹوں کی کپکپاہٹ۔۔۔ اسکے آنسوؤں کی لڑی سب بغور دیکھ
رہا تھا۔
واٹ از دس ضرار شاہ۔۔۔ وہ خود سے پوچھ رہا تھا۔

تم تو کسی کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتے تھے اور اب خود ہی اس نازک سی لڑکی کو اتنی بری طرح رولا رہے ہو۔۔۔۔۔

اسے بھی سیمل کے کیے کی مزادے رہے ہو۔۔۔۔۔ کیوں۔۔۔۔۔ اس نے خود کو ملامت کر کے جلدی سے ہاتھ ہٹا کر ایہا کے بال چھوڑے

ایہا بال آزاد ہونے پر روتی ہوئی دروازے کی طرف بڑھی۔۔۔۔۔ اس نے ہینڈل پر ہاتھ رکھا ہی تھا جب پیچھے سے آواز آئی

آئی ایم سوری۔۔۔۔۔

وہ شکوہ تھی ابھی مجھے مارنے کے درپے تھا اور ابھی سوری کہہ رہا ہے۔۔۔۔۔ وہ آنسو پونچھتی پیچھے مڑی۔

تم پاگل ہو ضرار شاہ۔۔۔۔۔ اس لیے۔۔۔۔۔ وہ رکی۔

مم۔۔۔۔۔ میری طرف مت آنا ورنہ۔۔۔۔۔ وہ ضرار کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر جلدی سے مڑتی ہینڈل پکڑ کر کھولنے ہی والی تھی۔۔۔۔۔ جب اسکے ہاتھ پر ضرار کا بھاری ہاتھ آپڑا۔

ایہا میں اتنی ہمت نہ تھی پلٹتی یا پھر کچھ کہہ پاتی وہ اسکے تیوروں سے ڈرتی کپکپا رہی تھی۔۔۔۔۔

ضرار اسکی کپکپاہٹ محسوس کر چکا تھا۔۔۔۔۔ اُسے کندھوں سے پکڑ کر اپنی طرف موڑا

میں پاگل ہوں۔۔۔۔۔ پوچھا گیا۔

نن۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ وہ گھبرائی۔

ابھی کہا تم نے۔۔۔۔۔

اچھے بچے ضد نہیں کرتے۔۔۔۔۔ وہ بھی پورا ڈھیٹ تھا

میں کوئی بچی وچی نہیں۔۔۔۔۔ میرے ہاتھ چھوڑ دو ذرا۔۔۔۔۔ ابھی بتاتی ہوں تمہیں کہ کیا ہوں میں

یہ ہاتھ چھوڑنے کا سوچا تھا۔۔۔۔۔ میں نے مگر تم نے ان ٹوٹی منٹس میں میرا ارادہ بدل دیا ہے۔۔۔۔۔ وہ

کیا ہے ناں کہ مجھے اپنی فکر کے لوگ بہت اڑیکٹ کرتے ہیں تو میں نے سوچا اچھی گزرے گی ہماری۔۔۔۔۔ کیا وہ اسکی جانب جھکا خیال ہے۔۔۔

میرا خیال ہرگز نیک نہیں ہے۔۔۔۔۔ مجھے نہیں رہنا تمہارے ساتھ۔۔۔۔۔ میں کل ہی اماں جان اور ماموں کیساتھ واپس چلی جاؤں گی۔

آہہہہہ۔۔۔۔۔ کل جاؤ گی آج تو یہیں ہونا۔۔۔۔۔ ضرار آنکھ دباتا جان بوجھ کر تنگ کر رہا تھا اسے اور خود پر خود ہی حیران بھی تھا۔

ضرار پلیز مجھے جانے دیں میں نہیں بتاؤں گی جا کر کہ آپ نے مجھے مارا ہے۔

واٹ مارا۔۔۔۔۔ میں نے تمہیں۔۔۔۔۔ مگر کب۔۔۔۔۔ ضرار کو اسکی بات پر جھکا پڑا

ابھی آپ نے بال کھینچے میرے وہ بھی جنگلیوں کی طرح۔۔۔۔۔ اُسے مارنا ہی کہتے ہیں۔

اوہ۔۔۔۔۔ اوکے۔۔۔۔۔ آئی ایم سوری فار ڈیٹ مگر تم کمرے سے نہیں جاؤ گی اور نا ہی کل واپس حویلی جاؤ

گی۔۔۔۔۔ اگر منظور ہے تو میں ہاتھ چھوڑ دوں گا ورنہ۔۔۔۔۔

نہیں جاؤں گی۔۔۔۔۔ پر میری بھی ایک شرط ہے

شرط۔۔۔۔ کیسی شرط۔۔۔۔؟؟؟ وہ حیران ہوا

آج کے بعد مجھے سے بد تمیزی کی۔۔۔۔

یا پھر "مجھے مارنے کی کوشش کی۔۔۔۔"

یا پھر "کسی اور کا غصہ مجھ پر نکالا۔۔۔۔"

یا پھر "مجھے اس کلب والی بات پر نارچر کیا" یا پھر "۔۔۔۔"

اوف کتنے "یا پھر" آئیں گے ابھی۔۔۔۔؟؟؟ وہ تھکا۔

لگتا ہے آپ کو میری شرائط منظور نہیں؟

اوہ کم آن بے بی۔۔۔۔ کہو میں سن رہا ہوں۔

خبردار جو مجھے بے بی شے بی یا کسی اور ایسے لقب سے پکارا۔۔۔۔ مجھے پسند نہیں انگریزوں کے یہ چیپ

طرزِ مخاطب۔۔۔۔

اوف مجھے اتنی گاڑھی اردو نہیں آتی ہے محترمہ۔۔۔۔ آپ اپنا "یا پھر" کنٹی نیو کریں۔۔۔۔ پلیز

بس اتنے ہی تھے۔۔۔۔ ایسا کدھے اچکا قاتی بولی

او کے آئی ہیو ایکسیپٹڈ یور آل "یا پھر"۔۔۔۔ وہ مسکرایا۔

تو پھر مجھے آگے جانے دیں اور میرے ہاتھ چھوڑیں

او۔۔۔۔ کے۔۔۔۔ ضرار نے سر ہلا کر ہاتھ آزاد کیے

ایسا اپنی سلطنت پر پاؤں رکھتی آگے بڑھی۔۔۔۔

ضرار اُسے ہی دیکھ رہا تھا وہ چلتی ہوئی بڑی شان سے بیڈ کے دائیں جانب لیٹی۔۔۔۔۔ کبیل اوڑھا۔
یا پھر "مجھے ڈسٹرب کرنے کی کوشش کی۔۔۔۔۔ وہ بلند آواز میں ایک اور شرط بتاتی کبیل میں گم ہو گئی۔"
ضرار اسکی بات پر بے اختیار مسکرا دیا۔۔۔

"کیا بات ہے ضرار شاہ آج بڑے دانت نکل رہے ہیں تمہارے۔۔۔۔۔" وہ خود کو شرمندہ کرتا اسٹڈی میں چلا گیا۔

جاری ہے



اماں جان اگلے دن ان کو ڈھیروں دعائیں اور نصیحتیں دے کر عالم شاہ کے ساتھ واپس چلی گئی تھیں۔۔۔۔۔
ضرار پھر سے اپنے خول میں سمٹ چکا تھا۔

ایہا اس ساری سچویشن سے تنگ آگئی تھی۔۔۔۔۔ اتنے دن ہو گئے اسے یہاں آئے اور ضرار شاہ پہلی رات کے بعد پھر مخاطب نہ ہوا تھا۔۔۔۔۔ عجیب پت جھڑ کے جیسا مزاج تھا اسکا۔۔۔۔۔ ایہا چپ رہ رہ کر اکتا چکی تھی اسے ڈر تھا کہیں بند رہنے کی وجہ سے منہ میں جالے ہی نہ پڑ جائیں۔

سارا سارا دن اتنے بڑے گھر میں بولائی بولائی سی پھرتی۔۔۔۔۔

نیہا سے اکثر بات ہو جاتی تھی۔۔۔۔۔ وہ اسد کیساتھ اپنی لائف میں سیٹلڈ ہو چکی تھی اور خوش بھی تھی۔۔۔۔۔
ایہا اماں جان سے بھی ایک دو دن بعد بات کر لیتی تھی، مگر پھر بھی اسکی تنہائی نہیں کٹتی تھی۔۔۔۔۔ امیروں کی بھی کیا لائف ہے سارے کام ملازم کرتے ہیں اور گھر والے مہمان بن کر بیٹھ جاتے ہیں۔۔۔۔۔ اونہ۔۔۔۔۔ میں ایویں امیروں سے امپریس تھی۔۔۔۔۔ ایک نمبر کے کھڑوس، خود پرست اور مغرور ہوتے ہیں یہ امیر زادے۔۔۔۔۔ وہ لان میں بیٹھی امیروں کی برائیاں نکال رہی تھی جب پورچ میں گاڑی رکی۔
لو آگئے۔۔۔۔۔ گوگے سیٹھ صاحب۔

ضرار آج خلاف روٹین گاڑی سے نکل کر اندر جانے کی بجائے لان میں اس کی طرف آیا۔
ارے واہ۔۔۔۔۔ آج تو لارڈ صاحب ادھر آرہے ہیں۔

اسلام و علیکم۔۔۔۔۔ ضرار نے پاس آکر سلام کیا۔

ایہا نے سر ہلا کر جواب دیا اور گود میں رکھا میگزین ایسے پڑھنے لگی جیسے کل پیپر ہو اسکا
مجھے کچھ بات کرنی ہے تم سے۔۔۔۔

میں سن رہی ہوں۔۔۔۔ لا پرواہی سے بنا دیکھے جواب دیا
میں انگلینڈ جا رہا ہوں۔۔۔ ایک ویک کے لیے۔۔۔۔ مے بی آگے جرمنی بھی جانا پڑے۔۔۔۔ اسلئے تم حویلی چلی
جاؤ میں واپس آکر تمہیں لے آؤں گا۔

کیا کرنے جا رہے ہیں انگلینڈ۔۔۔۔ بیویوں والے انداز میں پوچھا گیا۔
آفس کے کام سے۔۔۔۔۔

تو چلے جائیں مگر میں کہیں نہیں جا رہی۔۔۔۔۔
واٹ ڈویو مین کہیں نہیں جا رہی۔۔۔۔ تم حویلی جا رہی ہو، میں نے ڈرائیور سے کہہ دیا ہے وہ چھوڑ آئے گا
کل۔۔۔۔۔

میں یہیں رہوں گی گھر میں۔۔۔۔۔

اکیلی۔۔۔۔۔؟؟؟؟

اکیلی کب ہوں ہر کام کا الگ ملازم ہے بلکہ پوری فوج ہے یہاں۔۔۔۔۔ وہ ناک چڑھاتی بولی۔

سارے میل میڈز ہیں یہاں۔۔۔۔۔ وہ تھوڑا لاوڈ ہوا۔

تو۔۔۔۔؟؟ اوہ اچھا تمہیں مجھ پر بھروسہ نہیں یا پھر شک کر رہے ہو مجھ پر اپنی ایکس وائف سیمل کی طرح۔

شٹ اپ ایہا۔۔۔۔ آئندہ اگر اس عورت کا نام بھی تماری زبان پر آیا تو کاٹ دوں گا زبان سمجھی۔۔۔۔ وہ دھاڑتا ہوا اٹھا۔

تم کل نہیں ابھی حویلی جا رہی ہو اور میں تمہیں چھوڑ کر آؤں گا سو گیٹ اپ اینڈ بی ریڈی۔۔۔۔ وہ کہتا اندر کی جانب بڑھ گیا۔

اونہ۔۔۔۔ روب جمار ہا ہے مجھ پر دیکھ لیتی ہوں کیا کر سکتا ہے۔۔۔۔

(مرد کو کبھی بھی ضد نہیں دلانی چاہیے ورنہ عورت خود ہی خسارے میں رہتی ہے)۔۔۔۔ ایہا کے کانوں میں شاذمہ بیگم کا کہا گیا جملہ گونجا۔

ضد میں نہیں وہ کر رہا ہے۔۔۔۔ وہ پھر بھی مطمئن سی بیٹھی رہی۔۔۔۔

ضرار آدھے گھنٹے میں فریش ہو کر چائے پی کر سیل کان سے لگائے بات کرتا ہوا ٹیڑس پر نکلا۔۔۔۔ اور اس محترمہ کو ابھی بھی ٹانگیں سامنے والی چیئر پر پھیلائے ریلیکس انداز میں بیٹھے دیکھا نان سینس۔۔۔۔ وہ بڑبڑایا

ضرار صاحب مجھ سے کچھ کہا۔۔۔۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

نہیں نہیں اسرار صاحب۔۔۔۔ اچھا میں آپ کو بعد میں کال کرتا ہوں بڑی ہوں تھوڑا

جی جی ضرور پھر بات ہوتی ہے۔۔۔۔ خدا حافظ کہہ کر کال ڈسکنیکٹ کر کے وہ غصے سے کھولتا لان میں آیا۔

واٹس یور پر اہلم گرل۔۔۔۔ ضرار نے میگزین جھپٹا۔

پر اہم مجھے نہیں آپ کو ہے۔۔۔۔۔ ایہا کبھی آپ اور کبھی تم کہہ کر بات کرتی
میں نے تمہیں کہا تھا ہم حویلی جا رہے ہیں۔
ہم نہیں صرف آپ۔۔۔۔۔ ایہا نے تصحیح کی۔
ایہا اسٹاپ دس نان سینس۔۔۔۔۔ اٹھو ریڈی ہو جاؤ۔۔۔۔۔ وہ تھل سے بولا۔
مجھے نہیں جانا ہے ضرار۔۔۔۔۔ وہ جھنجھلائی کھڑی ہوئی۔
اوکے۔۔۔۔۔ میں سب سمر ویتس کو ایک ویک کا آف دے رہا ہوں تم رہنا یہاں اکیلی مزے سے۔
کیوں دے رہے ہیں آف۔۔۔۔۔ کسی کو کوئی آف نہیں ملے گا انڈر اسٹینڈ۔۔۔۔۔
ضرار اسکے حکم یہ انداز پر عیش عیش کر اٹھا۔
محترمہ وہ سب میرے اندر ہیں جب چاہوں چٹھی دے دوں یا نکال دوں۔
پہلے ایسا تھا مگر اب میں بھی یہاں ہوں اس لیے میری بھی اتنی ہی مرضی چلے گی جتنی آپ کی۔۔۔۔۔ ایہا
اماں جان کی شہ پر ہی اتنا روبر جمار ہی تھی۔
اوہ۔۔۔۔۔ یعنی پوری ٹکر لے رہی ہو مجھ سے۔۔۔۔۔ ضرار نے ہونٹ سکینڈل
آپ ہی نے کہا تھا۔۔۔۔۔ آپ کو اپنی ٹکر کے لوگ پسند ہیں۔
آئی سی۔۔۔۔۔ تم مجھے پسند آنے کے لیے یہ سب کر رہی ہو۔۔۔۔۔

ایکسیوزمی مسٹر ضرار شاہ!! ایسی کوئی بات نہیں اور ویسے بھی مجھے آپ کو امپریس کرنے کا کوئی شوق نہیں
--- آپ میں ایسا ہے ہی کیا۔۔۔۔۔" ایہا نے ناک چڑھا کر تنقیدی نظروں سے ضرار کا سر سے پیر تک
جائزہ لیا۔

ضرار نے مسکراہٹ روکی۔۔۔

"فائن جیسے تمہاری مرضی میں تو تمہاری تنہائی کے خیال سے کہہ رہا تھا۔۔۔" وہ کندھے اچکا تاواپس مڑ گیا۔
اونہ۔۔۔۔۔ کچھ زیادہ ہی نہیں خیال میری تنہائی کا۔۔۔۔۔ وہ اسکے او جھل ہونے تک اسکی پشت کو دیکھتی
رہی۔

ضرار نے ٹھیک ہی کہا تھا وہ واقعی بوریت سے مرنے والی ہو گئی تھی ناٹی وی دیکھنے کو دل چاہ رہا تھا اور نہ ہی کچھ اور
کرنے کو۔۔۔۔۔ ضرار کو گئے پانچ دن ہو گئے تھے اور ان پانچ دن میں اسے واقعی نانی یاد آ گئی تھی۔۔۔۔۔
پہلے تو ضرار کو آتے جاتے دیکھ کر اس پر اسکے حلیے اس کی ڈریسنگ ایون کہ جو توں پر وہ اپنا ذاتی تبصرہ بیان کرتی
تھی۔

یوں آدھے سے زیادہ دن وہ ضرار کی اچھائیاں، برائیاں سوچتے ہی گزار دیتی مگر اب اسکے پاس ایسا کچھ نہیں تھا
جس پر وہ تبصرہ کرتی۔۔۔

آخر تنگ آ کر وہ ڈرائیور کیساتھ نیہا کے گھر چلی گئی تھی۔

صبح سے شام تک وہاں ایک بھرپور دن گزار کر واپس آرہی تھی۔

اف آج ناجانے کیسے اتنے دن بعد میں اتنا نہی ہوں۔۔۔۔۔ اللہ جی تیرا شکر ہے کہ نہا اپنے گھر میں خوش اور
اب تو۔۔۔۔۔ اوف میں خالہ بن رہی ہوں ہاؤ امیزنگ۔۔۔۔۔ وہ پچھلی سیٹ پر بیٹھی مسلسل مسکرا رہی تھی۔
گھر جا کر اماں جان کو خوشخبری سناتی ہوں۔۔۔۔۔ انہی سوچوں کے درمیان گھر آگیا

وہ جلدی سے اپنے کمرے میں آئی چادر اور پرس بیڈ پر پھینکا۔۔۔۔۔ دوپٹہ اتار کر صوفے پر
اچھالا۔۔۔۔۔ پیروں کو سینڈلز سے آزاد کیا اور بالوں میں سے کیچر نکال کر کھول دیے۔
ایہا نے گانے کی دھن گنگنائتے ہوئے پرس سے سیل نکال کر اماں جان کا نمبر ملایا۔۔۔۔۔
دوسری طرف بیل جا رہی تھی مگر کوئی رسیو نہیں کر رہا تھا۔

اُوف۔۔۔۔۔ اٹھا کیوں نہیں رہیں۔۔۔۔۔ ایہا نے جھنجھلا کر پھر سے ملایا
اماں جان۔۔۔۔۔ وہ خوشی سے چیخنی۔

اے ہے۔۔۔۔۔ کیا کانوں کا پردہ پھاڑو گی لڑکی۔۔۔۔۔ اماں جان نے اسکی چیخ پر سیل کان پر سے ہٹایا۔
اماں جان میری بات سن کر آپ بھی ایسے ہی اچھلیں گی۔
ایہا پاؤں جھلاتی پیچھے کو سیدھی بیڈ پر لیٹی۔

اس بات سے بے خبر کہ کوئی بہت توجہ سے مسکراتے ہوئے اسکی ساری حرکتیں دیکھ رہا ہے۔۔۔۔۔
ہاں بھئی آج میری بچی بڑی خوش ہے۔۔۔۔۔ میں بھی سنوں وجہ۔۔۔۔۔ وہ مسکرائیں
اماں جان آپ پر نانی بننے والی ہیں۔۔۔۔۔ ایہا نے ایکسائیٹڈ ہو کر کہا۔

سچ۔۔۔۔۔

جی بالکل سو فیصد۔۔۔۔۔

میرے مالک تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے تو نے مجھے میری زندگی میں یہ دن دکھایا۔۔۔ اچھا میری ضرار سے بات کرو
اسے بھی مبارکباد دوں

"ضرار کو۔۔۔۔۔؟" ایہانا سمجھی سے بولی۔

ہاں بھئی وہ باپ جو بن رہا ہے۔۔۔۔۔

لا حول ولا۔۔۔۔۔ آپ سے کس نے کہا ضرار باپ بن رہا ہے۔۔۔ ایہا کا حلق کڑوا ہوا

تو ابھی کہہ رہی تھی کہ میں پر نانی بن رہی ہوں۔

اوہ۔۔۔ اماں جان میں نہیں۔۔۔۔۔ نیہا۔۔۔۔۔ نیہا پر یگنٹ ہے میں آج اسکی طرف گئی تھی تبھی یہ خوشخبری
ملی۔"

اوہ اچھا میں تو تم لوگوں کا سمجھی۔۔۔۔۔ چلو کوئی نہیں اللہ سو ہنا جلد تیری بھی گود بھرے۔۔۔۔۔

میں ابھی فون کرتی ہوں نیہا کو۔۔۔۔۔ میری بچی اللہ خوش رکھے اسے سدا سہاگن رہے۔۔۔۔۔

آمین۔۔۔۔۔ ایہا نے چہک کر کہا۔

اچھا اماں جان پھر بات ہوتی ہے میں مغرب پڑھ لوں۔"

ہاں ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ خدا حافظ۔"

کیا بات ہے بھئی آج بہت خوش ہو۔۔۔۔۔

ایہا ضرار کی آواز پر جھٹکا کھاتی کھڑی ہوئی مگر پاؤں سینڈل میں پھنسا۔۔۔ وہ لڑکھڑا کر گرنے ہی والی تھی جب ضرار نے بازو پکڑ کر کھینچا اور وہ سیدھی کٹی پتنگ کی طرح ضرار کے سینے سے آگئی۔
اوف۔۔۔۔ وہ سنبھلتی پیچھے ہوئی مگر بال ضرار کی شرٹ کے بٹنوں میں اڑ چکے تھے
"آووچ۔۔۔۔۔"

"واٹ ہیپینڈ۔۔۔۔؟؟؟؟"

"میرے بال۔۔۔۔"

"میں نے نہیں پکڑے۔۔۔۔۔" وہ فوراً بولا۔

"آپ کے بٹن۔۔۔۔۔ ضرار یہ نکالیں۔۔۔۔" وہ روہانسی ہوئی۔

ایہا کوشش کے باوجود بال نہیں نکال سکی۔

اپنے بالوں کی وہ دیوانی تھی۔۔۔۔۔ اسے اپنے سر اپنے پیس سب سے زیادہ پسند بال ہی تھے۔۔۔۔۔ جنکی وہ بہت

کثیر کرتی تھی کیونکہ ان پر اس نے تیل، وہی، انڈے اور نانا جانے کیا کیا لگا کر اتنا لمبا اور سلکی کیا تھا۔۔۔۔۔

"یہ لو۔۔۔۔۔" ضرار نے ٹوٹے بالوں کا گچھا بٹنوں سے آزاد کر کے اسکے سامنے کیا

"اللہ۔۔۔۔۔ اتنے زیادہ ٹوٹ گئے۔" وہ صدمے میں تھی۔

"یہ۔۔۔۔۔ یہ سب آپکی وجہ سے ہوا ہے۔۔۔۔۔" ایہا ایک مکا اسکے سینے پر جڑ کر بولی

"میری وجہ سے۔۔۔۔۔؟" وہ حیران ہوا۔

"ہاں تو اور کون ہے یہاں۔۔۔۔ آپ ہی بھوت بن کر نازل ہوئے اور اتنی بے سری آواز نکالی کہ۔۔۔۔۔ اوف میرے بال۔۔۔۔"

میں کبھی معاف نہیں کروں گی اتنے زیادہ بال پہلی دفعہ ٹوٹے ہیں میرے۔۔۔ پہلے بھی آپ نے اس دن اتنی بری طرح کھینچے تھے کہ ابھی تک درد تھا اور اب۔۔۔۔۔ "ایہا صدے سے ٹوٹے بال ہاتھ میں لے کر بیڈ پر بیٹھی۔ ضرار کو اپنے بالوں کے لیے اتنی فکر مند ہوتی وہ بہت معصوم لگی

وہ گھٹنوں پر ہاتھ رکھتا اسکے سامنے نیچے بیٹھا وہ منہ نیچے کیے رونے میں مصروف تھی

"آریو کریزی ایہا۔۔۔۔۔ اتنی چھوٹی سے بات پر رو رہی ہو۔۔۔۔۔؟" وہ حیران ہوا۔

"چھوٹی۔۔۔۔۔ چھوٹی بات ہے یہ۔۔۔۔۔ آپ۔۔۔۔۔ آپ جیسے امیر زادوں کو کیا پتا ہم غریب لوگ اتنی چھوٹی چھوٹی سی باتوں پر ہی خوش بھی ہو جاتے ہیں اور غمگین بھی۔۔۔۔۔"

وہ روتی ایک ہاتھ سے آنسو پونچھتی اور بازو سے ناک رگڑتی ضرار کو بے حد کیوٹ لگی۔

"اوکے سوری۔۔۔۔۔" ضرار نے کان پکڑے۔

آپکے سوری سے کیا ہو گا میرا نقصان تو ہو چکا۔۔۔۔۔"

"میں تمہیں نئے بال لا دوں گا۔۔۔۔۔" ضرار نے مسکراہٹ روکی۔

"نئے بال۔۔۔۔۔؟؟؟؟"

ہاں بھئی برانڈڈ ایکسٹینشن لا دوں گا۔"

"آپ ایسا کچھ فضول ہی کر سکتے ہیں۔۔۔۔" وہ بد مزہ ہوئی۔

"اچھا بتاؤ اتنا چہک کیوں رہی تھی اور گئی کہاں تھی آج۔۔۔۔؟"

ضرار نے اسکے سر آپے کو نظروں کے حصار میں لیا۔۔۔۔۔ ریڈ اور براؤن ایمبرائیڈڈ سوٹ میں بکھرے بالوں سرخ گال اور ناک کیساتھ وہ قیامت ڈھارہی تھی۔

ایہا کو اسکی نظروں کی تپش نے احساس دلایا کہ وہ بناء دوپٹے کہ اتنی لاپرواہی سے اسکے سامنے بیٹھی ہے۔

"ارے کہاں۔۔۔۔" ضرار اسے کھڑے ہوتے دیکھ کر حیران ہوا۔

وہ صوفے کی طرف بڑھی اپنا دوپٹہ اٹھا کر شانوں پر پھیلا لیا اور ڈریسنگ پر پڑا کیچر اٹھا کر بالوں کو سمیٹا۔

ضرار اس سارے عمل میں اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"میں نیہا کی طرف گئی تھی۔۔۔۔"

"اوکے اور خوشی کی وجہ۔۔۔۔۔؟"

"آپ کو کیسے پتا میں خوش تھی؟"

"میں وہاں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔" ضرار نے ٹیرس کی طرف کھلتے ونڈوپین کی طرف اشارہ کیا جو سائیڈ پر تھے

اور پیچھے لگی جالی سے سب صاف نظر آرہا تھا

"وف۔۔۔۔" ایہا نے سر پر ہاتھ مارا

اس نے ایکسٹنٹ میں غور ہی نہیں کیا تھا روم میں ضرار کی بہت سی چیزیں موجود تھیں۔۔۔۔۔ جنکو وہ اپنی خوشی

میں دیکھ ہی نہ پائی۔

"آپ تو کل آنے والے تھے ناں۔۔۔۔؟؟"

"ہو نہ۔۔۔۔۔ میرا جلدی آنا اچھا نہیں لگا کیا؟"

"پتا نہیں۔۔۔۔۔" وہ اسکی نظروں سے کنفیوز ہوتی ڈریسنگ روم کی طرف بڑھی۔

"کدھر۔۔۔۔۔؟" ضرار نے بازو پکڑ کر روکا۔

"بیچ کرنے۔۔۔۔۔"

"رہنے دو۔۔۔۔۔"

"نہیں۔۔۔۔۔ میں گھر میں ایسے کپڑے نہیں پہنتی۔"

"اچھی لگ رہی ہو۔۔۔۔۔ کچھ دیر رہنے دو۔"

ایہا اسکے تیوروں سے گھبرا گئی۔۔۔۔۔ یہ کیسی انگلیٹڈ کی ہوا لگی موصوف کو جو اتنے رومینٹک ہو کر آئے ہیں۔

"اے۔۔۔۔۔ کیا سوچ رہی ہو۔۔۔۔۔؟" ضرار نے اسکی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجاائی۔

"مجھے چیخ کرنے دیں۔۔۔۔۔"

"فائن۔۔۔۔۔ اپنی مرضی کی مالک ہو تم جو مرضی آئے کرو۔۔۔۔۔" وہ غصے سے کہتا ٹیبل کو ٹھوکر مارتا اسٹڈی میں

چلا گیا۔

"لو غصہ بھی ناک پر ہی دھرا تھا محترم کے۔۔۔۔۔" وہ بڑبڑاتی چیخ کرنے چل دی۔

"اونہہ۔۔۔ میں یہاں اس محترمہ کے لیے اپنا جرمی کا ٹرپ کینسل کر کے آیا ہوں اور میڈم کے مزاج ہی نہیں مل رہے۔۔۔

ضرار شاہ شیم آن یو۔۔۔ تم پھر سے ایک لڑکی کے چکر میں پڑ رہے ہو۔۔۔ جانتے ہوئے بھی کہ یہ لڑکیاں کسی سے وفا نہیں کرتیں۔

اور میں۔۔۔ میرے نصیب میں تو بیوی کی محبت لکھی ہی نہیں، پھر کیوں میں ایک بار پھر سے خود کو دھوکہ دینے لگا تھا۔

اونہہ۔۔۔ مائی فٹ۔۔۔" ضرار نے ایش ٹرے کھینچ کر دیوار پر مارا جس سے ہر طرف کانچ بکھر گیا۔

ضرار نے سیگریٹ سلگائی اور کیمین کھول کر شراب کی بوتل نکالی اور آدھے سے زیادہ گلاس بھر لیا۔۔۔۔۔ اب وہ ایک گھونٹ شراب کالے رہا تھا اور ایک کش سیگریٹ کا۔۔۔۔

اس نے وہ گلاس ختم کر کے پھر سے بھرا تا کہ دماغ کو سکون مل سکے جو پھٹا جا رہا تھا۔۔۔۔

تب ہی ایبہ اسٹڈی میں داخل ہوئی۔

وہ ضرار کو شراب پیتے دیکھ کر اسکی جانب لپکی ہی تھی کہ ایک بلند چیخ کے ساتھ زمین پر بیٹھی۔

ضرار اسکی چیخ پر متوجہ ہوا اور اسے پاؤں پکڑ کر زمین پر بیٹھے دیکھ فوراً اسکی طرف بڑھا۔

"واٹ ہیپینڈ۔۔۔۔۔؟" ضرار نے اس کے سامنے نیچے بیٹھ کر ہاتھ ہٹایا تو اس کا خون سے بھرپاؤں دیکھ کر سہکتا رہ گیا۔

کانچ بہت بری طرح گھسا تھا پاؤں میں۔۔ اس نے کانچ نکالنا چاہا مگر ایہا نے اسکے ہاتھ جھٹکے۔

"کیا ہوا۔۔۔۔۔؟؟؟"

"تم نے شراب پی رکھی ہے مجھے ہاتھ بھی مت لگانا سمجھے۔"

"ایہا یہ کانچ۔۔۔ اتنا بلڈ نکل رہا ہے۔"

"میری فکر مت کرو۔۔۔۔۔" ایہا دانت ہونٹوں پر جما کر دروازہ کھٹکی تھی

"تم۔۔۔ اسٹوپڈ گرل۔۔۔" ضرار نے غصے سے کہہ کر پاؤں پکڑا اور ایک جھٹکے سے کانچ کھینچ لیا۔

ایہا کی دردناک چیخ بلند ہوئی۔

ضرار نے اس کا دوپٹہ اتارا اور پاؤں پر کس کے باندھا۔۔۔۔۔

اب ایہا اسے یہ سب کرتے خاموشی سے دیکھ رہی تھی۔

اس نے ایہا کو بازوؤں میں بھرا اور سینے سے لگا کر بیڈ تک لایا اور بہت آہستہ سے اُسے بیڈ پر بیٹھایا۔

"ڈونٹ مُو۔۔۔۔۔" وہ کہتا سیل پر نمبر ڈائل کر چکا تھا۔

"اسلام و علیکم۔۔۔۔۔ ڈاکٹر شا کر۔۔۔۔۔ جی شا کر صاحب آپ گھر آسکتے ہیں ایک لمبر جنسی ہو گئی ہے

اوکے کھینکس۔۔۔ آئی ایم ویننگ۔۔۔۔۔ بائے۔

تم کیا کرنے کرنی آئی تھی وہاں۔۔۔۔۔؟" وہ بیڈ پر اسکے ساتھ بیٹھا۔

"ڈونٹ ٹیچ می ہٹو یہاں سے۔۔۔۔۔" ایہا نے دونوں ہاتھوں سے اسے آگے کو دھکا دیا۔

"خود کیوں ٹیچ کر رہی ہو۔۔۔۔۔؟" وہ مسکرا کر کہتا اسکے ہاتھ پکڑ چکا تھا۔

"چھوڑو۔۔۔۔۔ چھوڑو میرے ہاتھ۔۔۔۔۔" وہ چیختی۔

"ہر وقت شیرنی مت بنی رہا کرو کبھی لڑکی بھی بن جایا کرو۔۔۔۔۔" ضرار نے اسکے دونوں ہاتھ باری باری ہونٹوں سے لگا کر چھوڑ دیے۔

"تم انتہائی گھٹیا انسان ہو ضرار شاہ۔۔۔۔۔" وہ اسکی حرکت پر چڑی۔

"میں اس سے بھی زیادہ گھٹیا ہوں۔۔۔۔۔ بتاؤں گا کبھی فرصت سے۔۔۔۔۔" ضرار آنکھ مارتا کمرے سے نکل گیا۔

"او نہہ۔۔۔۔۔ بد تمیز انسان شراب پیتا ہے

آخر خ تھو۔۔۔۔۔" ایبہا کو ابکائی آئی۔

کچھ دیر بعد ضرار ڈاکٹر کے ساتھ روم میں داخل ہوا۔

ڈاکٹر نے پاؤں کو بینڈاٹج کیا، پین کلر دے کر اور اسے چلنے سے منع کر کے چلا گیا

میں کھانا یہیں منگواتا ہوں تم کھا کر میڈیسن لینا۔۔۔۔۔

"میری فکر مت کرو میں خود رکھ سکتی ہوں اپنا خیال۔"

"او کے ایز یوش۔۔۔۔۔" وہ کندھے اچکا تا واپس اسٹڈی کی طرف مڑا۔

"کہاں جا رہے ہو۔۔۔۔۔؟"

"اسٹڈی۔۔۔۔۔" ضرار نے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

پھر سے شراب پینے۔۔۔۔۔؟؟

تمہیں کیا پرابلم ہے میرے شراب پینے سے۔۔۔ وہ چڑا

شراب اسلام میں حرام ہے اور تم ایک مسلمان ہو۔۔۔

کھینکس فار دس انفارمیشن۔۔۔ وہ استہزایہ ہنسا

ضرار آپ۔۔۔ آپ اسٹڈی میں نہیں جائیں گے

تو پھر کہاں جاؤں۔۔۔؟؟

یہیں رہیں کمرے میں۔۔۔

اوکے۔۔۔ میں یہیں رہتا ہوں کمرے میں۔۔۔ مگر تم مجھے اپنے ساتھ جوڑ کر بیٹھاؤ گی۔۔۔ ضرار اسکی

طرف پلٹنا شرت سے بولا۔

جوڑ کر نہیں تھوڑی سپیس سے۔۔۔ ایہا نے حد بندی کے لیے سچ میں تکیہ رکھا۔

اوکے منظور ہے۔۔۔ وہ آکر اسکے پاس بیٹھا۔

پین تو نہیں ہو رہی۔۔۔؟

نہیں اب نہیں۔۔۔

ہون۔۔۔ تم لیٹ جاؤ۔۔۔ ضرار نے اسکے پیچھے پیلو سیٹ کیا۔

کھانا منگو اؤں۔۔۔؟؟؟

نہیں ابھی نہیں۔۔۔

کچھ دیر انکے درمیان خاموشی رہی جسے ایہا نے توڑا

ضرار-----

ہوش-----وہ چونکا

ایک بات پوچھوں-----

پوچھو-----

آپ شراب کیوں پیتے ہیں-----؟؟

تم پیچھا نہیں چھوڑو گی اس بات کا-----

پلیز ضرار بتائیں ناں-----

مینٹل ریلیکسیشن کے لیے-----مختصر جواب آیا۔

وہ تو نماز اور دعا سے بھی مل جاتا ہے-----پھر آپ شراب ہی کیوں پیتے ہیں

پہلے نہیں پیتا تھا-----

پھر-----پھر کیوں پینا شروع کی؟

سیمل کے جانے کے بعد-----

آپ سیمل سے محبت کرتے تھے-----؟؟؟

نہیں-----میری محبت اتنی گری ہوئی نہیں ہو سکتی-----

تو پھر-----؟

پھر کیا-----؟؟؟

پہلے وعدہ کریں۔۔۔۔۔ ایسہانے ہتھیلی پھیلائی

تم بتاؤ کیا بات ہے میں مانوں گا

نہیں وعدہ۔۔۔۔۔

او کے بابا وعدہ۔۔۔۔۔ ضرار نے اسکی پھیلی ہتھیلی پر ہاتھ رکھا۔

(وہ ناجانے کیوں اس لڑکی کے سامنے میپوٹائز ہو رہا تھا۔۔۔ اور بنا چوں چراں کیے ہر بات مانتا جا رہا تھا جو اسکے مزاج کے بالکل خلاف تھا۔۔۔ کیا اس پر چڑھا خول چٹخ رہا تھا۔۔۔ کیا وہ پہلے جیسا ضرار بن رہا تھا جو دوسروں کی تکلیف پر درد محسوس کرتا تھا۔۔۔ جو اپنا نقصان کر کے بھی دوسروں کو فائدہ پہنچاتا تھا۔۔۔) اگر واقعی ایسا تھا تو ایسا اسکے لیے خوش قسمتی بن کر آئی تھی۔۔۔

آپ شراب نہیں پیئیں گے آج کے بعد۔۔۔ ایہا نے وعدہ لیا

یہ آڈر ہے یا ریکویسٹ۔۔۔؟؟؟

دونوں

او کے۔۔۔۔۔ کوشش کروں گا کہ ناپیوں۔

کوشش نہیں پکا۔۔۔۔۔ اور سکون کے لیے نماز پڑھیں۔۔۔۔۔ سچ میں بہت سکون ملے گا آپ کو

ہونش-----

ضرار آپ نے نماز پڑھی ہے کبھی۔۔۔؟؟

ہاں۔۔۔۔۔ بہت دفعہ۔۔۔۔۔

تو پھر اب بھی پڑھا کریں ڈیلی۔۔۔ چند دن ٹف لگے گا پھر روٹین بن جائے گی۔۔۔ اینڈیلیومی آپ خود بھی بہت پر سکون فیل کریں گے

ہوں۔۔۔۔۔ ضرار کو اسے سننا اچھا لگ رہا تھا

تم تو ریگولری پڑھتی ہو نماز۔۔۔۔۔ ضرار نے اسکی لٹ پیچھے کی۔

جی۔۔۔۔۔

تو پھر مجھے بھی عادی بنا دو۔۔۔۔۔ اب ضرار کی انگلی اسکی گردن کو چھو رہی تھی

ضرار۔۔۔۔۔

ہوں۔۔۔۔۔ وہ مدہوش سا ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ کچھ شراب کا اثر تھا اور کچھ ایہا کے نرم و نازک خوبصورت وجود کا۔

ضرار نے آگے کو جھک کر ہونٹ ایہا کی گردن پر موجود تل پر رکھے۔۔۔۔۔ جو اسے کب سے اٹریکٹ کر رہا تھا۔

یہ۔۔۔۔۔ یہ کیا کر رہے ہیں پیچھے ہٹیں ضرار۔۔۔۔۔ ایہا اسکی حرکت پر اچھلی۔

کچھ بھی نہیں۔۔۔۔۔ وہ بو جھل سے لہجے میں کہتا مزید قریب ہوا۔

ضرار پلیر ہٹیں پیچھے آپ نے شراب پی رکھی ہے اور بالکل بھی ہوش میں نہیں ہیں۔۔۔۔۔

بیا۔۔۔۔۔ تم مجھے اچھی لگنے لگی ہو اور میں تم سے۔۔۔۔۔

ضرار ہوش کریں کچھ۔۔۔۔۔ ایہا نے پورے زور سے اُسے پیچھے جھٹکا۔

ایہا۔۔۔۔ وہ ہوش میں آیا۔

پلیز ضرار میرے قریب مت آئیں۔۔۔۔ وہ خوفزدہ ہوئی۔

اوکے۔۔۔۔ اوکے تم کانپ کیوں رہی ہو۔

آپ جائیں پلیز آپ جائیں۔۔۔۔ میرے پاؤں میں پین ہو رہا ہے

ریلیکس ایہا۔۔۔۔ کچھ نہیں کروں گا میں۔۔۔۔ شراب پیتا ہوں مگر ہوش نہیں کھوتا۔ تم بیوی ہو میری اسی لیے۔۔۔۔

بیوی ہوں، کوئی رکھیل نہیں جو شراب پی کر چھوڑے ہیں۔۔۔۔ وہ غصے سے بولی۔

وائس رائگ و دیو۔۔۔۔ تم ہر بات کا غلط مطلب نکال لیتی ہو۔۔۔۔؟

تو مت کیا کریں ایسی غلط حرکتیں۔۔۔۔

کوئی غلط حرکت کی ہے جو مرچیں لڑ رہی ہیں تمہیں۔۔۔۔ "وہ ذرا بھی کچھ دیر پہلے والا نرم خو ضرار نہیں لگ رہا تھا۔

اپنی سرخ انگارہ آنکھیں ایہا پر جماتا ہوا بولا۔

ضرار آپ نے شراب۔۔۔۔

جسٹ۔۔۔۔ شٹ اپ اوکے۔۔۔۔ وہ انگلی سے وارن کر تا غصے سے لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے نکل

گیا۔۔۔۔

ایہا نے اس کا موڈ خراب کر دیا تھا۔

اماں جان ٹھیک کہہ رہی تھی۔۔۔ میں سنبھال سکتی ہوں ضرار کو۔۔۔۔۔ ہاں میں سنبھال لوں گی اسے

ہے نہ صرف گھر بلکہ گھر والے پر بھی۔۔۔

ایہا نے سوچ لیا تھا کہ ضرار کو کیسے پیٹل کرنا ہے۔۔۔۔۔ ضرار کے آج کے نرم رویے نے اُسے کافی ڈھارس دی تھی۔

جاری ہے

ضرار آپ خفاہیں مجھ سے۔۔۔۔۔؟؟

میں نے ایسا تو کچھ نہیں کہا تھا جو آپ لڑکیوں کی طرح منہ پھللائے ہوئے ہیں۔۔۔ اسکی بات پر ضرار نے آئینے میں نظر آتے اسکے عکس کو تگڑی گھوری دی۔

ایہا مسکرا دی۔۔۔۔۔

"گھور کیوں رہے ہیں۔۔۔ ہمت ہے تو آنکھوں کی بجائے زبان سے کام لیں۔"

"تمہاری زبان جو ہے چلنے کے لیے۔۔۔۔۔" وہ چڑ کر بولا۔

"ہاں۔۔۔ میں زیادہ ہی بولتی ہوں۔۔۔ اور آپ کو پتہ ہے مجھے زیادہ بولنے والے لوگ ہی پسند ہیں۔"

[illegible]